بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ تو ان کے لیے علم غیب ماننا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا علم رکھتے ہیں، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ میں غیب نہیں جانتا، جیسا کہ بعض قرآنی آیات میں واضح طور پر مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی ذات سے علم غیب کی نفی فرمائی اور فرمایا کہ میں غیب نہیں جانتا۔ قرآنِ پاک میں ہے: ﴿قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىٕنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ (سورۃ الانعام، آیت 50) ﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ﴾ (الاعراف، 188) اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب معلوم ہوتا، تو آپ یہ کیوں فرماتے؟ برائے مہربانی جواب ارشاد فرمائیں کہ کیا اہلسنت کا عقیدہ ان آیات کے خلاف ہے؟

جواب

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و مقرب بندوں، بالخصوص انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بے شمار غیوب کا علم عطا فرمایا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ حصہ سب سے افضل ہستی، جناب خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے بے شمار علوم عطا فرمائے گئے، جن کی حقیقی وسعت کو صرف آپ کا رب عزوجل ہی جانتا ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام، بالخصوص حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب کے ثبوت پر قرآنِ مجید میں متعدد صریح و واضح آیاتِ مبارکہ موجود ہیں، جن کا انکار کوئی مسلمان نہیں کرسکتا۔ **تاہم اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے چند بنیادی باتوں کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے، جن سے بہت سے اشکالات خود بخود دور ہو جاتے ہیں:**

(1) انبیائے کرام علیہم السلام کا علم، خواہ دیگر انبیاء کا ہو یا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا، سب کا سب عطائی (اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ) اور غیر محیط ہے۔ اپنی وسعت کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر نہیں ہوسکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی، محیط اور قدیم ہے۔

(2) حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے غیبی علوم یکبارگی نہیں بلکہ بتدریج عطا ہوئے اور نزولِ قرآن کے ساتھ ساتھ آپ کے علم میں اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ نزولِ قرآن کی تکمیل کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم ما کان وما یکون کی بھی تکمیل ہوگئی، البتہ یہ یاد رکھیں کہ جو تھوڑا تھوڑا کرکے علم عطا کیا گیا وہ ایک ایک مرتبہ کا تھوڑا تھوڑا علم بھی ہماری عقل و فہم سے وراء ہے۔

(3) سیرتِ نبویہ سے واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں کمال درجے کی عاجزی وانکسار کے پیکر تھے۔ مقربینِ بارگاہِ الٰہی تواضع اور بندگی کے اظہار کے لیے بعض اوقات اپنی ذات سے بعض اوصاف کی نفی فرماتے ہیں۔ لہٰذا ایسی عبارات کو ان کے ظاہری معنی پر لے کر کسی فاسد نظریے کی دلیل بنانا درست نہیں، کیونکہ تواضع کے طور پر کیے گئے کلام میں حقیقی معنیٰ کی نفی مقصود نہیں ہوتی۔

(4) بعض آیات میں درحقیقت "دعویٰ علمِ غیب" کی نفی کی گئی ہے، نہ کہ "علمِ غیب" کی۔ لیکن بعض لوگ کم فہمی کی وجہ سے دعویٰ کی نفی کو علم کی نفی سمجھ لیتے ہیں، حالانکہ دعویٰ کی نفی، علم کی نفی کو لازم نہیں۔ یعنی یہ کہا گیا ہوتا ہے کہ میں علم غیب کے دعوے نہیں کرتا، یہ مراد نہیں کہ مجھے علم غیب ہی حاصل نہیں۔

(5) قرآنِ مجید کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کفار و مشرکین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر بلاوجہ اور محض ہٹ دھرمی پر مبنی سوالات کیا کرتے تھے۔ ایسے مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات سے علمِ غیب کی نفی فرمانا دراصل ایک حکیمانہ اسلوب تھا، جس کا ایک اہم مقصد سدِّباب کرنا بھی تھا، تاکہ ان کے بے جا اور لاحاصل سوالات کا سلسلہ رک جائے۔ لہٰذا اس نفی سے حقیقی طور پر علمِ غیب کی نفی مقصود نہیں، بلکہ یہ ایک اسلوبِ تعلیم و تربیت اور مصلحتِ دعوت کے تحت اختیار فرمایا گیا طرزِ بیان ہے۔

اس تمہیدی گفتگو کے بعد اصل مسئلہ کی طرف آتے ہیں:

بلاشبہ قرآنِ مجید میں جہاں ایک طرف حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علمِ غیب عطائی کے ثبوت میں واضح دلائل موجود ہیں، وہیں بعض مقامات پر آپ علیہ والصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اپنی ذات سے علمِ غیب کی نفی بھی مذکور ہے، جیسا کہ سوال میں بیان کردہ آیات۔

بعض لوگ ان آیات کو بنیاد بنا کر اولیاء و انبیاء کے علمِ غیب پر اعتراض کرتے ہیں، حالانکہ اگر ان آیات کو محض ظاہری معنی پر رکھا جائے، تو اس سے ایک بڑی اصولی خرابی پیدا ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ علم غیب عطائی کے ثبوت سے متعلق قرآنِ مجید کی دیگر آیات کے ساتھ شدید تعارض محسوس ہوتا ہے، جبکہ یہ ایک مسلّم اصول ہے کہ قرآنِ مجید میں حقیقی تضاد ممکن نہیں، لہٰذا ایسی تاویل، باطل اور ناقابلِ قبول ہوگی۔ پھر ظاہری معنی مراد لینے کی صورت میں یہ آیات بالکلیہ علمِ غیب کی نفی پر دلالت کرتی ہیں، جبکہ خود منکرین بھی بعض امورِ غیبیہ کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تسلیم کرتے ہیں۔ اس طرح یہ آیات ان کے اپنے مؤقف کے بھی خلاف ہو جاتی ہیں۔

لہٰذا ذکر کردہ تمہیدی کلام کی روشنی میں ان آیات کی درست توجیہات درج ذیل ہیں:

(1) ان آیات میں علمِ غیب ذاتی کی نفی مراد ہے۔

(2) لامتناہی علم کی نفی مراد ہے۔

(3) فی الحال علم نہ ہونے کی نفی ہے، آئندہ کے لیے نفی لازم نہیں۔

(4) یہ کلام عاجزی و انکسار یا کفار کے اعتراضات کے سدِّباب کے طور پر ہے۔

(5)ان آیات میں خطاب کفار سے تھا، جو ان حقائق کے اہل نہ تھے، اس لیے وہاں صرف دعویٰ کی نفی فرمائی گئی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آیاتِ نفی کو ان کے سیاق و سباق اور اصولی قواعد کی روشنی میں سمجھنا ضروری ہے۔ انہیں علمِ غیب عطائی کی نفی پر محمول کرنا درست نہیں، بلکہ ایسا کرنے سے قرآنی آیات میں تعارض لازم آتا ہے، جو کہ محال ہے۔

انبیائے کرام بالخصوص نبی کریم علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب عطائی کے ثبوت میں آیات طیبہ :

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ترجمۂ کنز العرفان : "اور (اے عام لوگو!) اللہ تمہیں غیب پر مطلع نہیں کرتا البتہ اللہ اپنے رسولوں کو منتخب فرما لیتا ہے جنہیں پسند فرماتا ہے۔" (سورۃ آل عمران، آیت 179)

ایک اور مقام پر ہے : ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا (26) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ ترجمۂ کنز العرفان : "غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو اطلاع نہیں دیتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔" (سورۃ الجن، آیت 26، 27)

سورہ یوسف میں ارشاد ہے : ﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ﴾ ترجمۂ کنز العرفان : "یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔" (سورۃ یوسف، آیت 102)

سورہ ہود میں یوں ہے ﴿تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ﴾ ترجمۂ کنز العرفان : "یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔" (سورۃ ھود، آیت 49)

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے : ﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ ترجمۂ کنز العرفان : "اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی اور آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔" (سورۃ النساء، آیت 113)

سورۃ التکویر میں ارشاد ہے : ﴿وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ﴾ ترجمۂ کنز العرفان : "اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔" (سورۃ التکویر، آیت : 24)

سورۃ الرحمٰن میں ہے : ﴿اَلرَّحْمٰنُ (1) عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (2) خَلَقَ الْاِنْسَانَ (3) عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (4)﴾ ترجمۂ کنز العرفان : "رحمٰن نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا، اسے بیان سکھایا۔" (سورۃ الرحمٰن، آیت 1 تا 4)

صراط الجنان میں خازن و مدارک کے حوالے سے ہے : "ایک قول یہ ہے کہ یہاں انسان سے مراد دوعالَم کے سردار محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور بیان سے "مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ" یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہو گا، کا بیان مراد ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَوّلین و آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے تھے۔" (صراط الجنان، ج 09، ص 627، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

توجیہات کے دلائل و جزئیات :

توجیہ اول کے متعلق، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مولانا شاہ احمد رضا خان متوفی 1340ھ علم غیب سے متعلق اپنی عظیم کتاب انباء الحی میں لکھتے ہیں: "منھا: نفی علم الغیب بنفسہ بدون اعلام اللہ تعالیٰ. قال العلامۃ النیسابوری: أی قل لا اعلم الغیب فیکون فیہ دلالۃ علی أن الغیب بالاستقلال لا یعلمہ الا اللہ تعالیٰ وھو معنی قول البیضاوی: لا اعلم الغیب مالم یوح الی ولم ینصب علیہ دلیل وفی اللباب: المعنی: لا اعلم الغیب الا أن یطلعنی اللہ تعالی علیہ ومثلہ فی الفتوحات الالھیۃ" ترجمہ: ان توجیہات میں سے ایک یہ ہے کہ یہاں اللہ کے بغیر بتائے خود غیب جاننے کی نفی مراد ہے۔ علامہ نیشا پوری نے فرمایا: یعنی آپ کہہ دیجئے کہ میں غیب نہیں جانتا، تو اس میں اس بات کی دلالت ہے کہ غیب کو مستقل طور پر (اپنی ذات سے) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور یہی امام بیضاوی کے قول کا معنی ہے: میں غیب نہیں جانتا، جب تک کہ میری طرف وحی نہ کی جائے اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل قائم کی جائے۔ اور لباب التاویل میں ہے: معنی یہ ہے کہ میں غیب نہیں جانتا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس پر مطلع فرما دے اور اسی کے مثل الفتوحات الالہیہ میں بھی مذکور ہے۔ (انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شیئ، ج 02، ص 20، مطبوعہ دار اہل سنت کراچی)

صراط الجنان میں ہے: "اس آیت سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم عطائی کی نفی کسی طرح مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ اس صورت میں آیتوں میں تعارض کا قائل ہونا پڑے گا اور وہ بالکل باطل ہے۔" (صراط الجنان، ج 03، ص 112، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

امام شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی مصری متوفی 1069ھ نسیم الریاض شرح شفا للقاضی عیاض میں لکھتے ہیں: "قولہ ولو کنت أعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ وأمّا اطلاعہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم علیہ باعلام اللہ تعالی لہ فأمر متحقق بقولہ تعالی **فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الّا من ارتضیٰ من رسول**" ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لیے بہت خیر جمع کرلیتا، تو اس میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: اللہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔ (نسیم الریاض، ج 04، ص 149، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

توجیہ ثانی کے متعلق، امام المفسرین سیدنا فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں: "وقولہ: ولا أعلم الغیب یدل علی اعترافہ بأنہ غیر عالم بکل المعلومات" ترجمہ: اور یہ فرمان کہ میں غیب نہیں جانتا، اس امر کے اعتراف پر دلالت کرتا ہے کہ وہ تمام معلومات (ہر چیز) کے جاننے والے نہیں ہیں۔ (التفسیر الکبیر، ج 02، ص 436، دار احیاء التراث العربی۔ بیروت)

علامہ سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی 816ھ شرح مواقف میں لکھتے ہیں: "الاطلاع علی جمیع المغیبات لا یجب للنبی اتفاقا ولھذا قال سید الانبیاء ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء" ترجمہ: تمام غیب کی چیزوں پر مطلع ہونا نبی کے لیے بالاتفاق واجب نہیں ہے، اسی لیے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کرلیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ (شرح المواقف، ج 08، ص 243، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

توجیہ ثالث کے متعلق، امام برہان الدین ابراہیم بن شیخ محمد باجوری متوفی 1276ھ تحفۃ المرید علی جوھرۃ التوحید میں لکھتے ہیں: "لم یخرج النبی من الدنیا حتی أطلعه اللہ تعالیٰ علی جمیع ما أبھمه عنه من الروح وغیره مما یمکن علم البشر به وما خالف ذالک نحو لا اعلم الغیب محمول علی أنه کان قبل أن یکشف له عن ذالک" ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس وقت تک تشریف نہیں لے گئے جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر اس چیز پر مطلع نہ فرما دیا جو آپ سے مخفی رکھی گئی تھی، جیسے روح وغیرہ کے وہ امور جن کا علم انسان کے لیے ممکن ہے۔ اور اس کے خلاف جو (ارشاد) ہے، جیسے "میں غیب نہیں جانتا"، اسے اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ یہ اس وقت کا فرمان ہے جب ابھی ان امور کا انکشاف آپ پر نہیں کیا گیا تھا۔ (تحفۃ المرید علی جوھرۃ التوحید، ص 268، دار السلام)

صراط الجنان میں ہے: "اس آیت ﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾ میں فی الحال غیب جاننے کی نفی ہے مستقبل میں نہ جاننے پر دلیل نہیں ہے۔" (صراط الجنان، ج 03، ص 493، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

توجیہ رابع کے متعلق "انباء الحی" میں امام اہلسنت علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: "منها ما قال الخازن فی لباب التاویل انما نفی عن نفسه الشریفة هذه الاشیاء تواضعا لله تعالیٰ واعترافا له بالعبودیة وأن لا یقترحوا علیه بالآیات العظام اه قلت أی سدا لهذا الباب" ترجمہ: ان میں سے ایک توجیہ وہ ہے جو علامہ خازن نے لباب التأویل میں کہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امور کی نفی اپنی ذاتِ شریفہ سے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتے ہوئے، اپنی بندگی کا اعتراف کرتے ہوئے کی، اور اس لیے بھی کہ لوگ آپ سے بڑے بڑے معجزات کا مطالبہ نہ کریں۔ میں کہتا ہوں: یعنی اس دروازے کو بند کرنے کے لیے۔ (انباء الحی، ج 02، ص 23، ص مطبوعہ دار اہل سنت کراچی)

توجیہ خامس کے متعلق، صدر الافاضل مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی 1367ھ "الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ" میں لکھتے ہیں: "آیت میں علم غیب کی نفی ہی کب ہے؟ نفی ہے تو قول و دعوی کی۔ یہی تو فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا اور دعوی نہیں کرتا کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہیں اور میں غیب کا عالم ہوں۔ دعوے کی نفی علم کی نفی کو کب مستلزم ہے؟ میں دعوی نہیں کرتا کہ میں غیب کا عالم ہوں، اس کے معنی یہ کس طرح ہو سکتے ہیں کہ مجھے غیب کا علم نہیں، بلکہ مطلقا دعوے کی نفی بھی نہیں ہے۔ جس کی طرف لکم مشیر ہے۔ خطاب کفار و مشرکین سے ہے تو مطلب آیت کا یہ ہوا کہ فرما دیجئے اے حبیب مکرم علیہ الصلوۃ والسلام ان کفار و مشرکین سے کہ میں تم سے یہ دعوی نہیں کرتا کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور فی الواقع یہ کفار و مشرکین نا اہل کب اس قابل ہیں کہ ان کے سامنے ایسے دعوے کیے جائیں۔ ۔ عدم دعوے سے عدم علم پر استدلال کرنا انتہائی جہالت ہے۔" (الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ، ص 151 تا 154، والضحیٰ پبلی کیشنز)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: HAB-0738

تاریخ اجراء : 24شوال المکرم 1447ھ/13اپریل 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net